International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 02, July-Sep 2024
pp: 155- 175

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-

انجاز الحاجہ شرح سنن ابن ماجہ کا منہج واسلوب، تحقیقی جائزہ

Methodology of Injaz ul Hajah Sharah Sunan Ibn e Majah A Research View

Hafiz Abdullah Saleem
Ph.D scholar, Department of Islamic Studies University of Engineering and Technology, Lahore
Email. saleem59321@gmail.com
Dr Hafiz Qudratullah
Assistant prof, Department of Islamic Studies University of Engineering and Technology, Lahore
Email. hafizqudratullahuet@gmail.com

Abstract

Every author sets some principles and guidelines in their work, according to which they shape their research and writing; in fact, that becomes their methodology and style. While explaining Sunan Ibn Majah, the methodology adopted by the commentator of Hadith, Sheikh al-Hadith Maulana Muhammad Ali Janbaz, for the explanation and clarification of difficult words in the Hadith is based on the following key points: The commentator has utilized books on the difficult words of Hadith to resolve the unusual aspects of Hadith. He has compared other editions of the book, which helps in identifying the meanings. The meanings of words in Arabic, Persian, and Urdu have been clarified. By compiling various texts, he has presented explanations of the meanings. He has benefited from the scholars of language to make it easier to solve difficult Arabic words. He has also explained the reasons for the diacritics concerning Arabic grammar. He has clarified confusion by accurately identifying the correct locations among similar names.The following aspects have been given importance for clarifying the meaning of Hadith: He frequently explained the title of Hadith (Tarjamah al-Bab). He referenced Quranic verses to support the explanation and evidence of the Hadith. He received valuable guidance from the sayings of the Sahabah and the Tabi'in.The controversial issues between the scholars of the Ummah and the great jurists have been described with great politeness and

respect. He made extensive use of the books and commentaries of the early scholars. There is a detailed discussion on the periods of trials (fitnah) and guidance about them, as well as an identification of the fitans. The introduction of false and misguided sects, such as the Mu'tazila, Jahmiyyah, Imāmiyyah, and other misguided sects has been provided, and a refutation of them has also been presented.

Keywords: Injaz ul Hajah, Maulana Janbaz, Sunan Ibn e Majah, Sharah Hadith.

تمہید:

نبی مکرم ﷺ کے اقوال وافعال اور تقریرات کو حدیث کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ دکتور محمود الطحان لکھتے ہیں:

ما أضيف إلى النبي صلى الله عليه وسلم من قول أو فعل أو تقرير أو صفة [1]

جو قول، فعل، تقریر یا صفت نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کی جائے وہ حدیث ہے۔

حدیث دین اسلام کی بنیادی دوسرا ماخذ ہے، اسلام کی صحیح اور درست تعبیر کے لیے، قرآن کی صحیح تفسیر اور تبیین کے لیے حدیث سے استفادہ کرنا از بس ضروری ہے۔ قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، محدثین عظام اور علماءِ امت نے حفاظت حدیث کے لیے اپنی خدمات پیش کیں، یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے پاس حدیث کی مکمل ذخیرہ محفوظ وموجود ہے۔ محدثین کرام نے بڑی جانفشانی کے ساتھ حدیث کا علم حاصل کیا، پھر اسے اپنے سینوں اور کتابوں میں محفوظ کیا، پھر اسے آگے امت سے پہچانے میں اپنا کردار ادا کیا۔

انہی محدثین میں سے ایک امام ابن ماجہ ہیں، جن کی کتاب "سنن ابن ماجہ" حدیث کی صحیح ترین چھ کتابوں میں سے ایک ہے، آپ محدثین کی جماعت میں ایک اہم مقام پر فائز ہیں، حصول علم کے لیے آپ نے مختلف ملکوں کا سفر کیا، خراسان، عراق، حجاز، شام، مصر، بصرہ، کوفہ، مکہ، رے اور بغداد کی طرف رحلہ سفر طے کیا۔ شروع میں اکیس بائیس برس کی عمر تک اپنے گاؤں قزوین میں ہی علم حاصل کیا، کیونکہ یہ گاؤں بھی اہل علم وفضل کا گہوارہ تھا۔ پھر ۲۳۰ھ میں علم کی تلاش میں اپنے علاقے سے باہر نکلے اور مذکورہ ممالک اور شہروں کا سفر کرکے علمی پیاس بجھائی۔[2]

سنن ابن ماجہ کی توضیح وتشریح کے لیے مختلف علماء ومحدثین نے شروحات قلم بند کیں، ان میں سے ایک شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز حفظہ اللہ بھی ہیں۔ آپ کے تعارف میں عظیم محدث حافظ عبد المنان نور پوری حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد علی جانباز علمی طبقات میں کسی تعارف کے محتاج نہیں، انھوں نے پوری زندگی علوم دینیہ پڑھنے پڑھانے ہی میں بسر کردی، مختلف موضوعات پر متعدد کتب تالیف فرمائیں، ان کی تمام تصنیفات سے اہم واجل تصنیف سنن ابن ماجہ کی ضخیم وعظیم شرح ہے جس کا نام نامی اور اسم گرامی ہے" انجاز الحاجہ شرح سنن ابن ماجہ

۔"یہ کتاب بارہ جلدوں میں ہے، محدث جانباز نے بڑے اہم ومفید ابحاث پر مشتمل اس شرح کا ایک مقدمہ بھی لکھا ہے۔مزید تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:محدث جانباز رحمه الله شارح ابن ماجه قد فاز ۔[3]

اس آرٹیکل میں انجاز الحاجہ میں شارح حفظہ اللہ کا شرح حدیث میں منہج واسلوب واضح کیا جائے گا۔

شرحِ حدیث میں شارح حفظہ اللہ کا منہج واسلوب:

شارح حفظہ اللہ نے حدیث کی شرح کرتے ہوئے جن امور کو مدنظر رکھا ہے،انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے،

1:غریب الفاظِ حدیث کی توضیح میں شارح کا منہج،2:مفہومِ حدیث کی توضیح میں شارح حفظہ اللہ کا منہج۔

غریب الفاظِ حدیث کی توضیح میں شارح کا منہج:

غریب الحدیث سے مراد حدیث کے غیر مانوس اور قلیل الاستعمال الفاظ ہیں۔ایسے الفاظ کا معنی ومفہوم چونکہ لوگوں پر مخفی ہوتا ہے اس لئے یہ شرح و تفسیر کے محتاج ہوتے ہیں۔حدیث فہمی کا یہی پہلا زینہ ہے اس لیے حدیث میں استعمال ہونے والے مشکل الفاظ پر محدثین خاص توجہ دیتے ہیں۔سطورِ ذیل میں شیخ محمد علی جانباز حفظہ اللہ کے شرح حدیث میں منہج کی توضیح کے تحت غرائب الحدیث کو حل کرنے میں ان کا منہج واسلوب بیان کیا جارہا ہے۔

کتب غریب الحدیث سے استفادہ:

امام حاکم بیان کرتے ہیں:اسلام میں سب سے پہلے غریب کے بارے میں تصنیف کرنے والے نضر بن شمیل ہیں اور کچھ نے اس کے برعکس ابوعبیدہ معمر بن مثنیؒ کا نام ذکر کیا ہے اور یہ دونوں چھوٹی کتابیں ہیں۔اس کے بعد ابوعبید القاسم نے اپنی مشہور کتاب لکھی،انہوں نے جمع وترتیب اور تحقیق میں اس قدر محنت کی کہ اہل علم میں ایک بڑے مرتبے پر فائز ہوئے، اور اس سلسلے میں ایک نمونہ قرار پائے۔[4] شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز حفظہ اللہ نے غریب الحدیث کو حل کرنے میں سابقہ موضوعاتی کتب سے استفادہ کیا ہے۔ذیل میں اس کی امثلہ پیش کی جاتی ہیں۔

النھایۃ لابن اثیر سے استفادہ:

شارح حفظہ اللہ نے بہت سی کتبِ غریب الحدیث سے استفادہ کیا ہے اور لفظ کی وضاحت میں اس کتاب کے حوالے کے ساتھ شارح اس کا مکمل پیراگراف بیان کرتے ہیں۔اُن کتب میں سے دو کتابیں النھایہ لابن اثیر اور امام راغب اصفہانی کی مفردات القرآن سے امثلہ پیش کی جاتی ہیں۔

قَالَ ابْنُ مَاجَهْ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ ، عَنْ خَالِهِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي .[5]

امام ابن ماجہ کہتے ہیں: علی بن محمد، از وکیع، از ابن ابی ذئب، وہ اپنے ماموں حارث بن عبد الرحمن سے، وہ ابو سلمہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے دونوں پر اللہ کی لعنت ہے“۔

حکم الحدیث: صحیح، امام ترمذی، ح: 1337 نے حسن صحیح کہا ہے[6] اور شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح ابن ماجہ، ح: 1885 میں ذکر کیا ہے۔

قال الشارح: قال ابن الأثير في النهاية: الرشوة والرشوة، الوصلة إلى الحاجة بالمصانعة وأصله من الرشاء الذي يتوصل به إلى الماء . فالراشي من يعطى الذى يعينه على الباطل والمرتشى الآخذ. والر ائش الذي يسعى بينهما يستزيد لهذا أو يستنقص لهذا.

وضاحت:

شارح نے حدیث میں استعمال ہونے والے غریب الفاظ الراشي و المرتشي کا مفہوم واضح کرنے کے لیے ابن اثیر کی تصنیف "النہایہ" سے استفادہ کیا ہے، رشوت وہ چیز ہے جو کسی حاجت تک پہنچنے کے لیے چاپلوسیکے ذریعے حاصل کی جائے۔ اس کی اصل الرشاء ہے جو پانی تک پہنچنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ پس راشی وہ شخص ہے جو غلط کام میں مدد کرنے کے لیے کچھ دیتا ہے، اور مرتشی وہ ہے جو اسے قبول کرتا ہے۔ اور رائش وہ ہے جو ان دونوں کے درمیان معاملات طے کرے۔

مفردات القرآن از امام راغب اصفہانی سے استفادہ:

سنن ابن ماجہ میں ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ [7]

اس کے تحت شارح حفظہا اللہ لکھتے ہیں:

الردم : سد الثلمة بالحجر والردم : المردوم كما فى مفردات الراغب والمراد منه هنا: السد الذي بناه ذوالقرنين سد الطريق ياجوج وماجوج الي مادون الجبلين۔

وضاحت:

مذکورہ حدیث میں وارد لفظ ”ردم“ کی وضاحت کے لیے شارح نے امام راغب اصفہانی کی کتاب مفردات سے استفادہ کیا ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ یہاں ”ردم“ سے مراد ”مردوم“ ہے جیسے کہ امام راغب کی مفردات میں ہے۔ یعنی اس سے مراد ذوالقرنین کی تعمیر کردہ دیوار ہے جو دو پہاڑوں کے پاس یاجوج ماجوج کے سامنے بنائی گئی ہے۔

کتاب کے بعض نسخوں کا باہمی تقابل:

شارح حفظہ اللہ الفاظ کی وضاحت اور حل کے لیے سنن ابن ماجہ کے دیگر نسخوں کی روایات سے بھی استفادہ کرتے ہیں، کئی نسخوں میں متبادل یا زائد الفاظ سے حدیث کا مفہوم واضح کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس لیے شارح نے بھی دیگر نسخوں سے تقابل کر کے کئی جگہوں پر مفہوم کو واضح کیا ہے۔

سنن ابن ماجہ میں ایک حدیث کے الفاظ ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعا کرنے کا کہا، جس کے الفاظ یہ ہیں:

" يا أخي ! أشركنا في شئ من دعائك ، ولا تنسنا [8]

شارح حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"ولا تنسنا" وفی بعض النسخ "ولا تنسانا" على الاشباع ، تاكيداً واراد به فی سائر احواله۔[9]

وضاحت:

مذکورہ حدیث میں وارد لفظ "و لا تنسنا" کی وضاحت کے لیے شارح نے دیگر نسخوں کے حوالے سے یہ بات بیان کی ہے کہ ان میں لفظ "و لا تنسانا" ہے۔ یعنی س کے زبر کو اشباع کے ذریعے پورا الف بنا دیا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہر حالت میں ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ یہ لفظ پہلے کے مقابلے میں زیادہ جامع اور بہتر ہے۔

مختلف متون جمع کرنے کے ساتھ معانی کی توضیح:

شارح حفظہ اللہ الفاظ کی وضاحت کے لیے مختلف متون جمع کرتے ہیں اور پھر معنیٰ کی وضاحت پیش کرتے ہیں۔ جیسے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ کے متعلق بہت سی روایات میں الفاظ کا فرق ہے، تو اس کا معنیٰ و مفہوم اور شرعی حیثیت واضح کرنے کے لیے شارح حفظہ اللہ مختلف متون جمع کیے۔ شارح حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

أن أبا بكر قبل النبي ﷺ بين عينيه، كما في رواية النسائي والترمذي في الشمائل، وفي رواية للبخاري: "كشف عن وجهه، ثم أكب عليه فقبله"، وفي رواية لأحمد: "أتاه من قبل رأسه، فحدر فاه فقبل جبهته، ثم قال: وا نبياه ثم رفع رأسه فحدر فاه وقبل جبهته، ثم قال: واصفياه ثم رفع رأسه وحدر فاه وقبل جبهته، ثم قال: وا خليلاه" ولا بن أبي شيبة عن ابن عمر: فوضع فاه على حبين رسول الله فجعل يقبله ويبكى، ويقول: " طبت حيا وميتا". وللطبراني من حديث جابر: " أن أبا بكر قبل جبهته " . وهو ميت۔ [10]

وضاحت:

مذکورہ حدیث میں نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ بیان ہوا ہے کہ جب آپ ﷺ کی وفات ہوتی ہے تو حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے آپ ﷺ کو بوسہ دیا۔ شارح نے اس حدیث کی وضاحت کے لیے مختلف کتبِ احادیث سے متون جمع کیے ہیں، فرماتے ہیں: بے شک حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے نبی ﷺ کو آپ کی دو آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، جیسا کہ نسائی کی روایت میں ہے اور ترمذی کی شمائل میں۔ اور بخاری کی روایت میں ہے: انہوں نے آپ ﷺ کے چہرے سے پردہ ہٹایا پھر آپ ﷺ پر جھکے اور آپ کو بوسہ دیا، مسند احمد کی روایت میں ہے: وہ آپ ﷺ کے پاس سر کی جانب سے آئے اور پنا منہ رکھ کے پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا: ہائے نبی! پھر اپنا سر اٹھایا اور منہ رکھ کے پیشانی پر بوسہ دیا، پھر کہا: ہائے اللہ کے چنیدہ! پھر اپنا سر اٹھایا اور جھک کر پیشانی پر بوسہ دیا، پھر کہا: ہائے خلیل! اور ابن ابی شیبہ میں عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنا منہ آپ پر رکھا اور آپ کو بوسہ دیا ساتھ رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے: آپ زندہ اور موت دونوں کیفیات میں پاکیزہ ہیں۔ اور طبرانی میں جابر ؓ کی حدیث سے ہے: بے شک ابو بکر ؓ نے آپ ﷺ کی پیشانی پر بوسہ دیا جبکہ آپ میت تھے۔

اس حدیث کے تحت شارح نے بہت سی کتب احادیث سے ایک ہی حدیث کے مختلف متون جمع کیے ہیں، جن سے نفس مسئلہ بھی خوب واضح ہو گیا اور احادیث و آثار کے مابین فرق بھی واضح ہو گیا ہے۔

مشکل الفاظِ حدیث کا آسان عربی میں ترجمہ:

مترادفات ہر زبان کا حصہ ہیں، اسی طرح فصاحت و بلاغت بھی ہر زبان میں کسی حد تک پائی جاتی ہے، البتہ عربی زبان کی فصاحت و بلاغت دیگر زبانوں کے مقابلہ میں فائق ہے۔ اس لیے اس میں مترادفات کے استعمال کی اہمیت و ضرورت بھی بڑھ جاتی ہے۔ شارح حفظہ اللہ نے بھی مشکل الفاظِ حدیث کو آسان عربی میں حل کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ مقصود و مطلوب واضح ہو سکے۔ جیسے حدیث کے الفاظ غیثا، مریئا، مریعا، طبقا اور رائث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا:

> **اللهم اسقنا)) بالوصل، والقطع ((غيثا)) أى مطرا يغيثنا من الجدب. ((مريئا)) بالهمزة، بمعنى محمود العاقبة. ((مريعا)) بضم الميم وفتحها، مع كسر الراء . والياء التحتانية من الربع، وهو الزيادة. ((طبقا)) أى مائك إلى الأرض مغطيا، يقال: "غيث طبق". أى عام، واسع ((رائث)) أى بطيء ، متأخر. يقال: راث يريث، بالمثلثة إذا أبطأ ((نافعا) إجمال بعد تفصيل غير ضار) تأكيد (فما جمعوا) أي وصلوا الجمعة.** [11]

اس حدیث میں عربی کے کئی ایسے الفاظ وارد ہوئے ہیں جو عمومی زبان میں عدمِ استعمال کی وجہ سے قدرے مشکل سمجھے جاتے ہیں، شارح حفظہا اللہ نے ان کا معنٰی ومفہوم آسان عربی میں واضح فرمادیا تاکہ سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ جیسے لفظ "طبقا" کی وضاحت "واسع" کے ساتھ، "نافعا" کی وضاحت "غير ضار" کے ساتھ، "فما جمعوا" کی وضاحت "وصلوا الجمعة" کے ساتھ کی ہے۔

مشکل الفاظِ حدیث کا اعراب قلمبند کرتے ہیں:

عربی زبان اس اعتبار سے بہت حساس زبان ہے کہ اس میں اعراب کے فرق کے ساتھ معنٰی تبدیل ہی نہیں بلکہ بعض دفعہ بالکل الٹ بھی ہو جاتا ہے، اس لیے اس کے اعراب کی درستگی ہی بات کو سمجھنے کا بنیادی عنصر ہے۔ حدیث کے الفاظ میں بھی بعض ایسے کلمات آتے ہیں جن کا معروف نہیں ہوتا تو شارح حفظہا اللہ ایسے الفاظ کا اعراب واضح کرتے ہیں، تاکہ اس کو سمجھنے میں آسانی بھی ہو اور غلطی سے محفوظ رہا جا سکے۔ جیسے سترہ کے مسائل ذکر کرتے ہوئے شارح حفظہا اللہ لکھتے ہیں:

(والعنزة) - بفتحات، وعين مهملة - مثل نصف الرمح وأكبر شيئا. وفيها سنان كسنان الرمح، وهي تسمى حربة - بفتح فسكون . [12]

وضاحت:

اس حدیث کے تحت شارح نے مشکل الفاظ کا اعراب بھی واضح کیا ہے۔ جیسے "عنزة" کے بارے میں بتایا ہے کہ یہ دو حروف پر فتحہ کے ساتھ اور عین مہملہ (بغیر نقطے والی) کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ اور اسی طرح "حربة" کے بارے میں وضاحت کی ہے کہ اسے حاء کے فتح اور راء کے سکون کے ساتھ پڑھا جائے گا۔

عربی گرامر کے اعتبار سے وجہ اعراب کی وضاحت:

عربی زبان میں کسی حرف کے آخر پر زبر زیر یا پیش آنے کی مختلف وجوہات ہوتی ہیں، جو اہل علم سے مخفی نہیں، انہیں منصوبات، مرفوعات اور مجرورات کہا جاتا ہے۔ ہر لفظ کے آخر پر آنے والی حرکت ما قبل عامل کے سبب ہوتی ہے۔ شارح حفظہا اللہ نے بہت سی جگہوں پر حدیث کو وضاحت و تشریح میں الفاظ کی وجہ اعراب بھی واضح کی ہے، جیسے ایک حدیث میں وارد الفاظ "فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهِ" کی وضاحت کرتے ہوئے شارح حفظہا اللہ لکھتے ہیں:

فكان أول شيء بالنصب على أنه خبر كان. واسمها " أن قال " الخ. [13]

وضاحت:

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے شارح نے لفظ "اول" کا اعراب بتایا ہے کہ اسے منصوب پڑھا جائے گا کیونکہ یہ "كان" کی خبر ہے۔ اور اگلا جملہ جو "ان قال" سے شروع ہو رہا ہے وہ "كان" کی اسم ہے۔

اماکن کی تصریح کرتے ہیں:

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز حفظہ اللہ اپنی کتاب انجاز الحاجہ میں سنن ابن ماجہ کی شرح کرتے ہوئے یہ التزام بھی کرتے ہیں کہ جہاں کسی شہر، قریہ، بستی یا جگہ وغیرہ کا نام آئے تو اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ وہ کون سا علاقہ ہے۔ جیسے حدیث میں بئر غرس کا لفظ آیا تھا، شارح حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

(بئر غرس) - قيل: ضبطه بعضهم بضم الغين المعجمة. وصرح في النهاية والقاموس بفتحها . وهي بئر في المدينة مشهورة بطيب الماء ، بناحية منازل بني النضير.[14]

وضاحت:

مذکورہ حدیث میں "بئر غرس" کا تذکرہ ہوا ہے۔ شارح حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ "بئر غرس" کو غین کی پیش کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ جبکہ نہایہ اور قاموس میں اس کے فتحہ کے ساتھ پڑھنے کی صراحت کی گئی ہے۔ اور یہ مدینہ میں میٹھے پانی کا مشہور کنواں ہے، جو کہ بنو نضیر کے گھروں کی ایک جانب واقع ہے۔

"مفہوم حدیث کی توضیح میں شارح کا منہج"

حدیث کی کسی بھی شرح کا بنیادی حصہ یہی ہوتا ہے کہ اس میں حدیث کی شرح کے کیا اصول وضوابط مقرر کیے ہیں، کن اصولوں کے مطابق اس میں احادیث کی توضیح پیش کی گئی ہے، حدیث کی شرح میں کہاں سے استفادہ کیا گیا ہے، وضاحتِ حدیث میں کیا منہج واسلوب اپنایا گیا ہے۔

انجاز الحاجہ میں شارح نے حدیث کی تشریح وتوضیح میں بہت عمدہ، سہل اور آسان، عام فہم انداز اختیار کیا ہے، مگر اہل علم کی پیاس بجھانے کے لیے ضروری علمی ابحاث بھی زیرِ بحث لائے ہیں۔ منہج واسلوب کا معیار محققانہ، انداز بیانیہ اور توضیح وتشریح عالمانہ وفاضلانہ ہے۔ آئندہ سطور میں شارح حفظہ اللہ کا مفہومِ حدیث کی توضیح میں منہج واسلوب بالترتیب مع الامثلہ ذکر کیا جاتا ہے، جس سے کتاب کی افادیت بھی ظاہر ہو گی اور اس سے استفادہ کرنا بھی آسان اور سہل ہو گا۔

ترجمۃ الباب کی وضاحت:

ترجمۃ الباب سے مراد کسی بھی باب کا عنوان اور موضوع ہوتا ہے، اسی سے نفسِ مضمون کا پتا چلتا ہے، محدثین نے تراجم ابواب میں بڑی مہارت اور فقہی بصیرت سے کام لیا ہے۔

امام ابن ماجہ حفظہ اللہ نے بھی اپنی سنن میں احادیث کو فقہی ترتیب پر جمع کیا ہے اور ان پر تراجم ابواب قائم کیے ہیں، شارحِ ابن ماجہ مولانا جانباز حفظہ اللہ نے اپنی شرح میں اس بات کا خصوصی اہتمام کیا ہے کہ تراجمِ ابواب میں اگر کوئی مشکل الفاظ آئے ہیں تو انہیں حل کیا، ترجمۃ الباب کا مفہوم اور مقصد واضح کیا ہے، جس سے حدیث کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ جیسے:

امام ابن ماجہ حفظہ اللہ "كتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فيها" میں ایک باب قائم کرتے ہیں:

"باب الصلاة على الخمرة "

تو شارح حفظہ اللہ نے "الخُمرة" کی وضاحت میں لکھا ہے:

الخمرة: - بضم الخاء المعجمة وسكون الميم قال الطبرى هو مصلى صغير يعمل من سعف النخل، سميت بذلك لسترها الوجه والكفين من حر الأرض وبردها.[15]

وضاحت:

"الخمرۃ" خاء کے ضمہ اور میم کے سکون کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ یعنی "الخُمْرۃ" شارح مزید لکھتے ہیں، طبری نے کہا ہے کہ یہ چھوٹا جائے نماز ہوتا ہے جو کھجور کے پتوں سے بنایا جاتا ہے، اس کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ چہرے اور ہتھیلیوں کو زمین کی تپش اور ٹھنڈک سے چھپالیتا ہے۔

آیاتِ قرآنیہ کے ساتھ حدیث کی تشریح:

آیاتِ قرآنیہ کے ساتھ معنیٰ کی توضیح اور وضاحت ایک انتہائی اہم اسلوب ہے، جسے ہمارے موصوف شارح حفظہ اللہ نے بہت سی جگہوں پر استعمال کیا ہے اور آیات کے ذریعے معانی کی تفہیم و توضیح کا کام لیا۔ اور تشریحِ حدیث کیلئے آیات سے استدلال کر کے مسائل واضح کرنے کی کوشش کی۔ جیسے حدیث میں وارد لفظ فسوق کی وضاحت میں شارح حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

(فسوق) الفسق في اللغة: الخروج ، وفي الشرع: الخروج عن طاعة الله ورسوله وهو في عرف الشرع أشد من العصيان ، قال الله تعالى ﴿وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ﴾. (الحجرات :). [16]

وضاحت:

حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے، تو شارح حفظہ اللہ فسق کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "فسق" کا لغوی معنیٰ نکلنا ہے۔ اور شرعی طور پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے نکلنا "فسق" ہے۔ اور یہ شرعی اعتبار سے "عصیان" سے زیادہ گناہ ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور اس نے ناپسند کیا تمہارے لیے کفر، فسق اور عصیان کو۔

حدیث کے ساتھ حدیث کی تشریح:

کسی حدیث کی تشریح اور وضاحت کے لیے اگر دوسری حدیث اس کا معنیٰ متعین کر رہی ہو، یا اس کے ذریعے دوسری حدیث کا مفہوم واضح ہو جائے تو یہ حدیث کی تشریح کا بہترین اور عمدہ اسلوب ہے۔

شارح حفظہ اللہ نے بہت سی احادیث کی تفہیم و تعلیم میں احادیث سے استدلال کرتے ہوئے معانی واضح کیے، اسی طرح ایک حدیث کی شرح میں دوسری حدیث سے استفادہ کیا ہے۔ جیسے حدیث مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد مناف سے کہا: اے بنی عبد مناف اس گھر میں طواف کرنے والے اور دن رات میں کسی بھی وقت نماز پڑھنے والے کو مت روکو۔

شارح حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

> **قلت: يؤيد ذلك ما في رواية الدارقطني بلفظ " يا بني عبد مناف إن وليتم هذا الأمر يوما فلا تمنعن" وفي أخرى له يا بني عبد مناف يا بنى هاشم إن وليتم هذا الأمر يوما فلا تمنعن". وفي رواية ابن حبان في صحيحه (٤/٤٢٠) يا بني عبد المطلب! إن كان لكم من الأمر شيء فلا أعرف أحدا منكم يمنع من يصلى عند البيت أية ساعة شاء من ليل أو نهار.** [17]

وضاحت:

مذکورہ حدیث میں یہ بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد مناف سے فرمایا: تم کسی کو بھی بیت اللہ کے طواف اور اس میں نماز سے نہ روکو، چاہے وہ دن اور رات کے کسی بھی وقت میں طواف کرے یا نماز پڑھے۔

شارح حفظہ اللہ نے اس حدیث کی وضاحت کے لیے دار قطنی کی ایک اور روایت سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنی عبد مناف اگر تمہیں بیت اللہ کا والی مقرر کر دیا جائے تو تم کسی کو نماز اور طواف سے نہ روکنا۔

اسی طرح دار قطنی کی ہی ایک اور روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنی عبد مناف، اے بنو ہاشم اگر تمہیں کسی دن بیت اللہ کا نگران بنا دیا جائے تو تم کسی کو نماز اور طواف سے نہ روکنا۔ جبکہ صحیح ابن حبان کے الفاظ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنی عبد المطلب اگر تمہیں اس بیت اللہ کی نگرانی میں سے کچھ دیا جائے تو میں کسی کو نہ جانوں کہ جو بیت اللہ میں دن اور رات کے کسی بھی وقت کسی کو نماز پڑھنے سے روکے۔

شروحات حدیث سے استفادہ:

انجاز الحاجہ میں شارح حفظہ اللہ کا منہج سلف کے اصولوں کے مطابق ہے، اسی لیے بہت سی جگہوں پر حدیث کی تشریح میں سلف کے اقوال بیان کرتے ہیں، ان کے دلائل پیش کرتے ہیں، ان پر مناقشہ کرتے ہیں، اسی طرح ان کی کتب سے استفادہ کرتے ہیں، شروحاتِ حدیث سے استفادہ کرتے ہیں۔

ابن ماجہ کی شرح "السراج الوهاج" سے استفادہ:

شارح حفظہ اللہ مسبوق کی نماز کے بارے میں حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وإن من سبقه الإمام ببعض الصلاة أتى بما أدرك، فإذا سلم الإمام أتى بما بقى عليه ولا يسقط ذلك عنه. ومنها: اتباع المسبوق للإمام في فعله من ركوعه وسجوده وجلوسه وإن لم يكن ذلك موضع فعله للمأموم، وإن المسبوق إنما يفارق الإمام بعد سلام الإمام، والله أعلم. كذا في السراج الوهاج (١/١٢٠). [18]

وضاحت:

مذکورہ حدیث کے تحت شارح حفظہ اللہ مسبوق کی نماز کے بارے میں بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اور بے شک جس سے امام کچھ نماز میں سبقت لے جائے، تو وہ اتنی پڑھ لے گا جتنی اس نے پالی ہے۔ اور جب امام سلام پھیر دے تو وہ بقیہ نماز پڑھ لے گا اور وہ باقی نماز اس سے ساقط نہیں ہو گی۔

اور اسی سے ہے: کہ مسبوق امام کی پیروی کرے گا اس کے فعل میں، رکوع، سجدہ اور جلوس میں، اور اگرچہ یہ چیزیں مقتدی کے فعل کی نہ بھی ہوں (یعنی نماز میں لیٹ آنے والے کو بعض دفعہ کچھ کام زائد بھی کرنے پڑتے تھے ہیں، اگرچہ اس کی اپنی ترتیب میں وہ نہیں ہوتے، کیونکہ وہ امام کی اقتداء کا پابند ہوتا ہے) اور بے شک مسبوق امام سے الگ اس کے سلام پھیرنے کے بعد ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ اسی طرح السراج الوهاج میں ہے۔

صحیح مسلم کی شرح "المنهاج علی صحیح مسلم بن الحجاج" سے استفادہ:

سورج اور چاند گرہن کی احادیث کی تشریح میں شارح حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

قال النووى في شرح مسلم (٦/٢٠١) قال العلماء : والحكمة في هذا الكلام أن بعض الجاهلية الضلال كانوا يعظمون الشمس والقمر، فبين أنهما آيتان مخلوقتان لله تعالى لا صنع لهما، بل هما كسائر المخلوقات، يطرأ عليهما النقص والتغير كغيرهما. وكان بعض الضلال من المنجمين وغيرهم يقول لا ينكسفان إلا لموت عظيم أو نحو ذلك. فبين أن هذا تأويل باطل لا يغتر بأقوالهم لا سيما وقد صادف موت إبراهيم رضي الله عنه . [19]

شارح فرماتے ہیں: امام نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں: علماء نے کہا ہے کہ اس کلام کی حکمت یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے بعض گمراہ لوگ سورج اور چاند کی تعظیم کرتے تھے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کر دیا کہ یہ دونوں اللہ کی مخلوق ہیں اور اس کی نشانیاں ہیں، جیسے دیگر مخلوقات ہیں۔ ان میں بھی نقص اور عیب ہو سکتا ہے جیسے دیگر مخلوقات میں ہوتا ہے۔

اور بعض گمراہ قسم کے نجومیوں کا خیال تھا سورج یا چاند گرہن تب ہوتا ہے جب کوئی بڑا آدمی فوت ہو یا اس طرح کا کوئی اور اہم واقعہ پیش آئے۔ تو نبی ﷺ نے بیان کر دیا کہ یہ تاویل بھی باطل ہے، ایسے نظریات سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے، اگرچہ سورج گرہن اس دن لگا جب نبی ﷺ کے صاحب زادے ابراہیم علیہ السلام فوت ہوئے۔

امام خطابی کی "معالم السنن" سے استفادہ:

غصے کی حالت میں فیصلہ کرنے کی ممانعت والی حدیث کی وضاحت میں شارح حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

قال الخطابي في المعالم (٤/١٥٣) الغضب يغير العقل ويحيل الطبائع عن الاعتدال ولذلك أمر عليه السلام الحاكم بالتوقف في الحكم ما دام به الغضب، فقياس ما كان في معناه من جوع مفرط وفزع مدهش أو مرض موجع قياس الغضب في المنع من المحكم.[20]

وضاحت:

مذکورہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے شارح حفظہ اللہ امام خطابی حفظہ اللہ کی معالم السنن سے استفادہ کرتے ہیں۔
شارح لکھتے ہیں: امام خطابی نے معالم السنن میں کہا ہے کہ غصہ عقل کو بدل دیتا ہے۔ اور مزاج کو اعتدال سے ہٹا دیتا ہے۔ اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے حاکم کو غصے کی حالت میں فیصلے سے رک جانے کا حکم دیا۔ پھر اسی پر قیاس کرتے ہوئے حد سے بڑھی ہوئی بھوک میں، سخت خوفناک کیفیت میں یا مہلک مرض میں فیصلہ کرنا بھی منع ہے۔
حدیث میں غصے کی حالت میں فیصلہ کرنے سے نبی کریم ﷺ نے حاکم کو منع فرمایا، اس کی وجہ اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے دیگر احوال کی وضاحت شارح حفظہ اللہ نے معالم السنن سے نقل کیے ہیں۔

"امام طیبی حفظہ اللہ" سے استفادہ:

حدیث میں موجود لفظ " بظهر الغيب " کی وضاحت میں شارح حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

قال الطيبي: موضع " بظهر الغيب" نصب على الحال من المضاف إليه لأن الدعوة مصدر أضيف إلى فاعله، ويجوز أن يكون ظرفا للمصدر. [21]

وضاحت:

مذکورہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے شارح حفظہ اللہ امام طیبی حفظہ اللہ کی کتاب "الکاشف" سے استفادہ کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں: امام طیبی حفظہ اللہ نے کہا: "بظهر الغيب" جملہ حالیہ ہے جو کہ مضاف الیہ سے محلاً منصوب ہے، کیونکہ "دعوۃ" مصدر ہے جو کہ اپنے فاعل کی طرف مضاف ہوا ہے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ وہ مصدر کی ظرف ہو۔

یہاں پر شارح حفظہ اللہ نے حدیث میں وارد کلمات کی لغوی صراحت کی ہے، جو کہ درحقیقت امام طیبی حفظہ اللہ سے نقل کی ہے۔ اور شارح حفظہ اللہ کے منہج میں یہ چیز شامل ہے کہ وہ دیگر شارحین اور ان کی کتب سے استفادہ کرتے ہیں۔

فتنوں کی صراحت ووضاحت:

شارح حفظہ اللہ کے منہج میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ آپ فتنوں سے متعلقہ احادیث کے تحت ان فتنوں کی صراحت ووضاحت کر دیتے ہیں، تاکہ قاری کے لیے اس کی معرفت حاصل ہو اور ان فتنوں سے بچنا آسان ہو۔ جیسے فتنوں کے دور کے بارے میں مشہور حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے شارح حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

فيكسر الباب أو يفتح ؟ وكأنه كنى بالكسر عن القتل وبالفتح عن موته الطبيعي ((ذاك أجدر أن لا يغلق قال ابن بطال: إنما قال ذلك لأن العادة أن الغلق إنما يقع في الصحيح فأما إذا انكسر فلا يتصور غلقه حتى يجبر. [22]

وضاحت:

مذکورہ حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضرت عمر ؓ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فتنوں کے بارے میں سوال کیا تو حضرت حذیفہ ؓ نے کہا اے امیر المؤمنین آپ کو ان فتنوں سے کیا لگے کیونکہ آپ کے اور ان فتنوں کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ حضرت عمر ؓ نے پوچھا وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ تو حضرت حذیفہ ؓ نے کہا: بلکہ وہ توڑا جائے گا، اور پھر کبھی بند نہیں ہو گا۔

شارح حفظہ اللہ لکھتے ہیں "دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا" گویا کہ انہوں نے (یعنی حضرت حذیفہ ؓ نے) قتل کی طرف اشارہ کیا، اور کھولے جانے سے مراد طبعی موت ہے۔ اور یہ اس کے زیادہ لائق ہے کہ اسے بند نہ کیا جائے، ابن بطال کہتے ہیں: مراد یہ ہے عمومی طور پر جو کھولا جائے تو بند بھی ہو جاتا ہے اور جو توڑا جائے تو اس کے بند ہونے کا تصور نہیں ہوتا۔

مذکورہ تشریح میں شارح حفظہ اللہ نے صراحت کر دی ہے کہ دروازہ توڑنے سے مراد حضرت عمر ؓ کی شہادت ہے اور اس کے بعد مسلسل فتنے ہوں گے جو کبھی بھی ختم نہیں ہوں گے۔

آئمہ وفقہاء کا اختلاف ذکر کرتے ہیں اور راجح قول کی نشاندہی:

شارح حفظہ اللہ بغیر کسی مسلکی تعصب کے جمیع آئمہ وفقہاء اور محدثین کا احترام کرتے ہیں، بہت سے فروعی مسائل میں ان کے دلائل ذکر کرتے ہیں، ان پر مناقشہ کرتے ہیں، پھر راجح قول کی نشاندہی کرتے ہیں، اور اس میں کوئی مسلکی یا فقہی رجحان غالب نہیں آتا، بلکہ دلائل کے اعتبار سے محکم ومضبوط موقف کی نشاندہی کرتے ہیں: جیسے نماز میں قنوت کرنے کے بارے میں احادیث کی توضیح کرتے ہوئے شارح حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

وتر میں، فجر میں اور دیگر نمازوں میں قنوت کی مشروعیت اور عدم مشروعیت پر بحث کی ہے، جس میں آئمہ اربعہ کا اختلاف اور ان کے دلائل ذکر کیے ہیں: شارح حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

کیا بغیر کسی سبب کے وتر کے علاوہ قنوت کرنا مشروع ہے یا نہیں؟ امام ابو حنیفہ حفظہ اللہ اور امام احمد حفظہ اللہ سمیت ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ ایسا مشروع نہیں ہے۔ اور انہوں نے کہا: بغیر کسی سبب کے فجر اور اس کے علاوہ کسی بھی نماز میں قنوت کرنا سنت نہیں ہے، سوائے وتر کے۔

اور ایک جماعت جن میں امام مالک حفظہ اللہ اور امام شافعی حفظہ اللہ شامل ہیں ان کا کہنا ہے کہ فجر کی نماز میں قنوت کرنا سنت ہے چاہے حالات کیسے بھی ہوں۔ اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ ان کے نزدیک بغیر کسی سبب کے باقی چار نمازوں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء میں قنوت ترک کرنے پر اتفاق ہے۔ اور انہوں نے فجر کی نماز میں اختلاف کیا ہے، تو مالک اور شافعی کے نزدیک فجر میں ہمیشگی کے ساتھ مشروع ہے، جبکہ احمد اور ابو حنیفہ اس کی عدم مشروعیت کے قائل ہیں، اور یہ کہ وہ صرف مصائب آنے کے ساتھ خاص ہے۔

قنوت ثابت کرنے والوں نے دار قطنی، عبد الرزاق، احمد، ابو نعیم، طحاوی، بیہقی اور حاکم کی روایت سے دلیل لی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر میں ہمیشہ قنوت کرتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے۔ اور نفی کرنے والوں نے جواب دیا ہے کہ اگر یہ رویات ثابت ہوتی تو قطعی طور پر اختلاف کو ختم کر دیتی، جبکہ یہ ابو جعفر رازی کے طریق سے ہے، اسے کئی اہل علم نے ثقہ قرار دیا جبکہ ایک جماعت نے لین قرار دیا ہے۔[23]

خلاصہ:

شارح حفظہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

> **والراجح عندی ما ذهب إليه أبو حنيفة وأحمد أنه لا يسن القنوت في غير الوتر من غير سبب، لا في صلاة الصبح ولا في غيرها من الصلوات، وأنه مختص بالنوازل، لأنه لم يرد في ثبوته في غير الوتر من غير سبب حديث مرفوع صحيح خال عن الكلام صريح في الدلالة على ما ذهب إليه مالك والشافعي، بل قد صح عنه صلى الله عليه وسلم ما يدل على خلاف ما قالا به۔**[24]

وتر اور فجر کی نماز میں اور دیگر نمازوں میں قنوت کی مشروعیت اور عدم مشروعیت کی بحث کے بعد خلاصہ کے طور پر شارح حفظہ اللہ راجح موقف ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

میرے نزدیک راجح وہ ہے جس طرف ابو حنیفہ حفظہ اللہ اور احمد حفظہا اللہ گئے ہیں، کہ بغیر کسی سبب کے غیر وتر میں قنوت کرنا مسنون نہیں ہے، نہ صبح کی نماز میں اور نہ ہی دیگر نمازوں میں۔ اور یہ کہ قنوت مصائب اترنے کے ساتھ خاص ہے۔ کیونکہ غیر وتر میں بغیر کسی سبب کے قنوت کرنے کے بارے میں ایسی کوئی مرفوع روایت نہیں ہے جو کلام سے خالی ہو اور اپنی اس دلالت میں صریح ہو جس طرف امام مالک اور شافعی گئے ہیں۔ بلکہ صحیح بات تو یہ ہے کہ ان دونوں آئمہ کے موقف کے خلاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ثابت ہیں۔

نفس مسئلہ پر لکھی گئی کتب کا تعارف:

شارح حفظہا اللہ لکھتے ہیں:

قلت: وقد ذكرت أيضا دلائل الحنفية مع الرد عليها في رسالة مستقلة بالأردية، اسمها "نفحات العطر في مسائل عيد الفطر" . [25]

صلاۃ العیدین کے بیان میں شارح حفظہا اللہ لکھتے ہیں: اور تحقیق اسی طرح میں نے احناف کے دلائل اور ان کا رد اردو کے ایک مستقل رسالہ جس کا نام "نفحات العطر فی مسائل عیدالفطر" ہے، اس میں ذکر کر دیا ہے۔

اس طرح شارح حفظہا اللہ کئی جگہوں پر نفس مسئلہ پر مختلف کتب کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، جس سے تفصیل کے طالب اور طلبائے علم مزید استفادہ کر سکتے ہیں۔

حدیث میں موجود حکم کی حکم تکلیفی کے اعتبار سے نشاندہی:

عمومی قاعدہ یہی ہے کہ "الامر للوجوب" امر وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ مگر اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ بہت سے مقامات ایسے قرائن ہوتے ہیں جو امر کے صیغہ کو وجوب سے ہٹا دیتے ہیں، کبھی سنت کے درجے پر لاتے ہیں تو کبھی استحباب کے، بلکہ بعض دفعہ محض جواز کے درجے پر بھی لے آتے ہیں۔

واجب، سنت، مستحب وغیرہ حکم تکلیفی کی اقسام ہیں، شارح نے ان کی توضیح اور صراحت کی ہے۔

جیسے نماز کھڑے ہو کر، یا عدم استطاعت میں بیٹھ کر یا لیٹ کر پڑھنے کی رخصت والی حدیث کی شرح کرتے ہوئے شارح حفظہا اللہ لکھتے ہیں:

"صل قائما" صريح في وجوب القيام في الفرض في حق المستطيع. إذ السؤال كان فيه، دون النوافل، فراكب السفينة يجب عليه القيام إن استطاعه، كما عليه الجمهور، ومن يحوز القعود له يجعل مظنة عدم الاستطاعة بمنزلة عدم الاستطاعة. [26]

وضاحت:

مذکورہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے شارح رقمطراز ہیں:

"صل قائما" کے الفاظ فرض نماز میں قیام کے وجوب پر دلالت کرتے ہیں، بشرطیکہ وہ شخص استطاعت رکھتا ہو۔ علاوہ نوافل کے، تو کشتی میں سوار ہونے والے پر قیام کرنا تب واجب ہے کہ اگر وہ استطاعت رکھتا ہوگا، جیسا کہ یہ جمہور کا موقف ہے۔ اور جو اس کے بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت دینے والے علماء ہیں، انہوں نے سمجھا کہ عمومی طور پر کشتی کا مسافر کھڑے ہو کر قیام کی استطاعت نہیں رکھتا، لہٰذا اسے عدم استطاعت کے حکم میں ہی سمجھا جائے گا۔

تعارض بین الاحادیث کا حل:

نبی مکرم ﷺ کی احادیث اور اقوال وارشادات پڑھتے ہوئے بعض دفعہ ایسی احادیث بھی سامنے آتی ہیں جن کا معنیٰ و مفہوم بادی النظر میں دوسری کسی حدیث سے معارض ہوتا ہے۔ عوام ایسی احادیث میں مشکل کا شکار ہو جاتے ہیں، جبکہ حقیقت بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اقوال وارشادات یا احادیث میں اگر تعارض یا تضاد نظر آتا ہے تو وہ صرف سمجھنے میں غلطی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ورنہ احادیث کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے۔

شارح حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

> **(كان رسول الله يكبرها أى الخمس أحيانا، وثبوت الزيادة على الأربع لا مرد له من حيث الروا ية، إلا أن الجمهور على أن آخر الأمر كان أربعا، وهو ناسخ لما تقدم. وبعض الصحابة ما علموا بذلك، كانوا يعملون بما عليه الأمر أولا، كذا قال السندى. وقال في حاشية النسائي، قالوا: كانت التكبيرات على الجنائز مختلفة أولا، ثم رفع الخلاف، و اتفق الأمر على أربع.** [27]

وضاحت:

حدیث میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے نماز جنازہ میں تکبیرات کہنے کا بیان ہے، عمومی انداز یہ بیان ہوا ہے کہ وہ جنازوں میں چار تکبیرات پڑھتے تھے، البتہ ایک موقع پر انہوں نے جنازے میں پانچ تکبیرات کہیں اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسا کرتے تھے۔

نماز جنازہ میں تکبیرات چار ہیں پانچ، اس بارے میں مختلف روایات ثابت ہیں۔ اس حدیث کی شرح میں شارح حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کبھی کبھی پانچ تکبیرات بھی کہتے تھے۔ اور چار پر زیادہ کا ثبوت ایسا ہے کہ روایت کے اعتبار سے اس کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ سوائے اس کہ جمہور کے نزدیک آخری معاملہ یہی تھا کہ تکبیرات چار ہی ہیں۔ اور چار والی روایت پانچ والی کی ناسخ ہے۔ اور بعض وہ صحابہ جن کو اس بات کا علم نہیں ہو سکا وہ اسی پر عمل کرتے رہے جو پہلے تھا (یعنی پانچ تکبیرات)

اسی طرح امام سندی نے بھی کہا ہے۔ اور انہوں نے سنن نسائی کے حاشیہ میں کہا ہے: صحابہ کہتے ہیں: پہلے مختلف جنازوں پر مختلف تعداد میں تکبیرات کہی جاتی تھیں، پھر اختلاف کو ختم کر دیا گیا اور چار تکبیرات پر معاملہ متفق ہو گیا۔

طبی مسائل میں اطباء سے استفادہ:

شارح سنن ابن ماجہ مولانا محمد علی جانباز حفظہ اللہ کے منہج میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ طبی مسائل ذکر کرتے ہوئے اس میں اطباء سے استفادہ کرتے ہیں۔ جیسے عود ہندی، قسط بحری کی وضاحت میں شارح حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ ایک جڑی بوٹی ہے جو بر صغیر میں پائی جاتی ہے، خاص طور پر کشمیر اور چین کے علاقوں میں۔ جس کا رنگ بعض دفعہ سفید اور بعض دفعہ سیاہ ہوتا ہے۔ پہلے زمانوں میں تاجر حضرات اسے سمندر کے راستے جزیرہ عرب میں لے کر جاتے تھے، اس لیے اس کا نام قسط بحری بھی ہے۔ جیسے کہ اسے قسط ہندی اور عودِ ہندی بھی کہا جاتا ہے۔ اور یہ وہی عودِ ہندی ہے جسے اردو میں "کوت" یا "کوتہ" اور فارسی میں "کوشنہ" کہا جاتا ہے۔[28]

فِرقِ ضالہ کا تعارف اور ردّ:

شارح سنن ابن ماجہ، صاحبِ انجاز الحاجہ شیخ الحدیث مولاما محمد علی جانباز حفظہ اللہ کی خصوصیات اور منہج میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ آپ نے بہت سے گمراہ اور باطل فرقوں رد کیا ہے، ان کے نظریات اور عقائد کا تعارف پیش کیا، تاکہ اہل السنہ والجماعت ان کے باطل اور گمراہ کن نظریات سے محفوظ رہ سکیں۔ ان گمراہ فرقوں میں سے جہمیہ بھی ہیں، ان کے تعارف اور باطل نظریات کے بارے میں شارح حفظہ اللہ نے عمدہ بحث کی ہے۔

جہمیہ کا تعارف اور ردّ:

امام ابن ماجہ حفظہ اللہ نے اپنی "سنن" میں ایک باب بایں عنوان قائم کیا ہے:

"باب فيما أنكرت الجهمية"

اس کی وضاحت اور تشریح کرتے ہوئے شارح حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

هم طائفة من المبتدعة يخالفون أهل السنة في كثير من الأصول، كمسألة الرؤية و إثبات الصفات، ينسبون إلى جهم، بفتح فسكون، هو جهم بن صفوان من أهل الكوفة. قال الشهرستاني في الملل والنحل (١/٨٦): الجهمية أصحاب جهم بن صفوان، وهو من الجبرية الخالصة، ظهرت بدعته بترمذ، وقتله مسلم بن أحوز المازني بمرو، في آخر ملك بني أمية، و افق المعتزلة في نفى الصفات الأزلية وزاد عليهم أشياء.

جہمیہ بدعتیوں کا ایک گروہ ہے، جو اکثر اصول وعقائد میں اہل السنہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ جیسے کہ مسئلہ رؤیت باری تعالیٰ اور صفات کا اثبات ہے۔ یہ جہم کی طرف منسوب ہیں، جو کہ جہم بن صفوان اہل کوفہ سے ہے۔

امام شہرستانی الملل والنحل میں کہتے ہیں: جہمیہ جہم بن صفوان کے ماننے والے ہیں، جو کہ خالص جبریہ ہیں، ترمذ کے علاقے میں اس کی بدعت ظاہر ہوئی، اور بنو امیہ کے آخری بادشاہ کے زمانے میں مسلم بن احوز مازنی نے "مرو" کے مقام پر اسے قتل کیا۔ معتزلہ نے صفات کی نفی اور دیگر کئی چیزوں میں ان کی موافقت کی ہے۔

معتزلہ کا ردّ:

ظاہری طور پر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلامی نظریات کو پامال کرنے والے اور اس کی تعلیمات سے انحراف کرنے والے گروہوں میں سے ایک معتزلہ بھی ہے۔ جنہوں نے اسلامی اصول وعقائد میں اہل السنہ والجماعت کی مخالفت کی اور خود ساختہ نظریات کو فروغ دیا۔

شارح حفظہ اللہ نے معتزلہ کا بھی رد کیا اور ان کے باطل دلائل کو واضح کیا، جیسا کہ شارح لکھتے ہیں:

جان لیجیے کہ اس باب کی احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عذابِ قبر برحق ہے، اس پر تسلیم کرنا واجب ہے، اور یہی اہل السنہ والجماعۃ کا موقف ہے۔ اس مسئلہ کے اثبات میں کئی مشہور احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے کچھ محقق شیخ محمود محمد خطاب السبکی نے المنہل میں ذکر کی ہیں۔ اور بعض معتزلہ کا اس کی مخالفت کرنا ان باطل نظریات میں سے ایک ہے جس کی سوائے خواہش نفس کی پیروی کے اور کوئی دلیل نہیں ہے۔

معتزلہ عذابِ قبر کے منکر ہیں، جبکہ عذابِ قبر کا مسئلہ نصوصِ قرآنیہ، احادیثِ صحیحین اور متواتر روایات سے ثابت ہے۔ مگر وہ اپنے اس باطل نظریہ کی آبیاری کرتے ہیں، اور قرآن وسنہ کے بیسیوں صحیح، واضح اور مستند ومعتبر دلائل سے روگردانی کرتے ہیں، جن میں سے ایک مسئلہ عذابِ قبر بھی ہے، معتزلہ اس دنیاوی قبر کو قبر نہیں مانتے، اس میں ثواب وعقاب کے قائل نہیں ہیں، اس میں سوال وجواب اور پھر ان کے مطابق جزاء وسزا کو وہ افسانہ قرار دیتے ہیں، شارح حفظہ اللہ نے ان کا ردّ کیا اور عذاب قبر کو دلائل کے اعتبار سے ثابت کیا۔[29]

خوارج ومعتزلہ کا ردّ:

خوارج اور معتزلہ کے اہل السنہ سے اصولی اختلافات میں بنیادی اختلاف یہ بھی ہے کہ یہ گمراہ فرقے کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر کہتے ہیں اور اس سے ایمان کی نفی کرتے ہیں، جبکہ قرآن وسنہ کے بیسیوں دلائل ایسے موجود ہیں جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب گنہار ہے، فاسق وفاجر ہو سکتا ہے مگر یہ کفر بواح نہیں ہے کہ اس سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے۔

شارح حفظہ اللہ نے خوارج اور معتزلہ کے باطل نظریہ کارد کیا ہے اور اہل السنہ کی ترجمانی کی ہے۔

خلاصہ:

ہر مؤلف اپنی تالیف میں اور ہر مصنف اپنی تصنیف میں کچھ اصول وضوابط مقرر کرتا ہے، جن کے مطابق وہ اپنی تحقیق اور تحریر کو ڈھالتا ہے، دراصل وہی اس کا منہج واسلوب ہوتا ہے۔ اسی طرح سنن ابن ماجہ کی شرح کرتے ہوئے، حدیث کی شرح میں غریب الفاظ کی توضیح اور وضاحت کے لیے شارح حدیث شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز حفظہ اللہ نے جو منہج اختیار کیا ہے اس کے بنیادی نکات یہ ہیں: غرائب الحدیث کو حل کرنے میں شارح حفظہ اللہ نے کتب غرائب الحدیث سے استفادہ کیا ہے، کتاب کے دیگر نسخوں کا باہمی تقابل کیا ہے جس سے معنیٰ کی تعیین میں مدد ملتی ہے، عربی، فارسی اور اردو میں الفاظ کے معانی واضح کیے ہیں، مختلف متون جمع کرکے معانی کی توضیح پیش کی ہے، اہل لغت سے استفادہ کیا ہے تاکہ عربی زبان کے مشکل الفاظ کو حل کرنا آسان ہو، عربی گرامر کے اعتبار سے وجہ اعراب کی وضاحت کی ہے اور اماکن کی تصریح بھی کی ہے جس سے ملتے جلتے ناموں والے علاقوں کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح مفہوم حدیث کی وضاحت کے لیے مندرجہ ذیل چیزوں کو اہمیت دی گئی ہے: شارح حفظہ اللہ نے اکثر جگہوں پر ترجمۃ الباب کی وضاحت کی ہے، احادیث کی تشریح واستشہاد کے لیے آیاتِ قرآنیہ سے استدلال کیا ہے، اقوالِ صحابہ وتابعین سے خوب استفادہ کیا ہے، علماءِ امت اور فقہائے عظام کے مابین اختلافی امور کو انتہائی ادب واحترام کے ساتھ بیان کیا ہے، حکم تکلیفی کے اعتبار سے الفاظ کی وضاحت پیش کی ہے، سلف کی کتب اور شروحات سے بھرپور استفادہ کیا ہے، فتنوں کے ادوار اور ان کے احکام پر تفصیلی لکھا ہے اور فتنوں کی نشاندہی کی ہے، بعض احادیث میں ظاہری طور پر تعارض پایا جاتا ہے جسے آپ نے حل کیا ہے نیز باطل اور گمراہ فرقوں، مثلاً معتزلہ، جہمیہ، امامیہ وروافض اور دیگر فرقِ ضالہ کا تعارف کروایا اور ان پر ردّ بھی کیا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

[1] محمود الطحان، ڈاکٹر، تیسیر مصطلح الحدیث، (مترجم) مولانا عبدالرشید تونسوی، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، ط2011ء، ص19

[2] ذہبی، حافظ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد ذہبی دمشقی، 748ھ، تذکرۃ الحفاظ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ن م، ج2، ص210

[3] عبدالحنان جانباز وعبدالعزیز سوہدروی، شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ احوال، افکار وآثار، مکتبہ قدوسیہ - لاہور، اشاعت: اگست 2012، جلد:1، صفحہ:685

[4] الحاکم، أبو عبد الله، محمد بن عبد الله النیسابوري [ت 405ھ-]، معرفة علوم الحدیث، الطبعة: الأولی 1356ھ- 1937م، الناشر: جمعیة دائرة المعارف العثمانیة بحیدر آباد الدکن- الهند، صفحة: 88

[5] ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ - أبواب الأحکام - باب التغلیظ فِي الحیف والرشوة، دار السلام، الریاض، ط 1999ء، مجلد: 3 صفحة: 410 رقم الحدیث: 2313

[6] ترمذی، امام، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، 279ھ، جامع الترمذی، دار السلام، الریاض، ط 1999ء، رقم الحدیث 1337

[7] سنن ابن ماجہ- کتاب الفتن- باب مایکون من الفتن، مجلد: 2 صفحة: 1305 رقم الحدیث: 3953

[8] سنن ابن ماجہ- کتاب الفتن- باب فضل دعاء الحاج، مجلد: 2 صفحة: 966، رقم الحدیث: 2894

[9] محمد علی جانباز، انجاز الحاجۃ، دار النور، اسلام آباد، پاکستان، 2011، مجلد 7، ص 20

[10] انجاز الحاجۃ، مجلد 4، ص 269

[11] انجاز الحاجۃ، مجلد 4، ص 65

[12] انجاز الحاجۃ، مجلد 4، ص 92

[13] انجاز الحاجۃ، مجلد 4، ص 126

[14] انجاز الحاجۃ، مجلد 4، ص 280

[15] انجاز الحاجۃ، مجلد 3، ص 368، 369

[16] انجاز الحاجۃ، مجلد 8، ص 559

[17] انجاز الحاجۃ، مجلد 4، ص 41

[18] انجاز الحاجۃ، مجلد 4، ص 18، ومحمد زهری، الغمراوی، السراج الوهاج علی متن المنهاج، ص 78

[19] انجاز الحاجۃ، مجلد 4، ص 51، والنووی، یحیٰ بن شرف، المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، دار إحیاء التراث العربي- بیروت، 1392، ج 6، ص 201

[20] انجاز الحاجۃ، مجلد 6، ص 12 وشمس الحق، عظیم آبادی، علامہ، عون المعبود، دار الکتب العلمیة – بیروت، 1415ھ، ج 9، ص 367 و خطابی، ابو سلیمان، حماد بن ابراهیم، معالم السنن، ج 4، ص 165

[21] انجاز الحاجۃ، مجلد 7، ص 21 وملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج 7، ص 118

[22] انجاز الحاجۃ، مجلد 8، ص 581

[23] انجاز الحاجۃ، مجلد 4، ص 24

[24] انجاز الحاجۃ، مجلد 4، ص 26، 25

[25] انجاز الحاجۃ، مجلد 4، ص 74

[26] انجاز الحاجۃ، مجلد 4، ص 3

[27] انجاز الحاجۃ، مجلد 4، ص 311

[28]انجاز الحاجۃ، مجلد8، ص65،66

[29]انجاز الحاجۃ، مجلد2، ص135،134